فِي صُحُفٍ مُّكَرَّمَةٍ مَّرْفُوعَةٍ مُّطَهَّرَةٍ بِأَيْدِي سَفَرَةٍ كِرَامٍ بَرَرَةٍ

سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ

تالیف

علامہ ابوریحان ضیاء الرحمن فاروقی

ادارہ اشاعت المعارف

Scanned with CamScanner

جملہ حقوق بحق ادارہ محفوظ ہیں

نام کتاب .... حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ
مصنف .... ابوریحان علامہ ضیاء الرحمٰن فاروقی رحمۃ اللہ علیہ
تعداد ....
سنِ اشاعت .... جون 2011ء
ہدیہ ....
ناشر .... ادارہ اشاعت المعارف نزد جامعہ عمر فاروق اسلامیہ راوی محلّہ سمندری ضلع فیصل آباد۔ 0300-6661452

۱ مجمع الزوائد ج ۴ صفحہ ۳۵۵

۲ ابن حجر الاصابہ ج ۳، صفحہ ۴۱۳ از عمر ابوالنصر مصری معاویہ بن سفیان ۶۰۸ کی ولادت کے بموجب آپ حضرت علیؓ سے عمر میں چھ سال چھوٹے تھے۔ مسلم ابن قتیبہ کے مطابق آپ حضرت علیؓ سے ایک سال چھوٹے ہیں اور بعثت سے ۱۲ برس...... آپ کی...... وفات ہوئی۔

ابتدائی حالات

وجاہت:

سرخ وسفید رنگ، سروقد، لحیم وشحیم، وضع قطع تمکنت ووقار کی امتیازی خوبصورتی، کتابی چہرہ، بڑی اور موٹی آنکھیں، چتون شیر کی مانند، گھنی داڑھی، مہندی اور ولیمہ کے خضاب سے رنگی ہوئی، وجیہہ صورت، جاذب نظر پرکشش بانکپن، کئی آدمیوں کے حلقے میں ممتاز نظر آتے، قدرتی رعب اور سطوت کے باعث ہر شخص کی توجہ کا مرکز قرار پاتے...... لیکن مزاج میں تقویٰ، عاجزی وفروتنی، نہایت درجہ حلم وبردباری، فقر کی تمکنت اور امیر کی مسکنت کا بہترین امتزاج، لباس میں سادگی بلکہ اکثر دفعہ دسیوں پیوند صرف قمیض پر لگے ہوتے۔

امام اوزاعیؒ کے استاد کا کہنا ہے۔

میں نے معاویہؓ کو دمشق کے بازار میں سوار دیکھا آپ کے پیچھے آپ کا غلام تھا۔ آپ کی قمیض کا گریبان چاک ہوا تھا۔ اسی حالت میں آپ بازار میں پھر رہے تھے (حالانکہ آپ وہاں کے حکمران تھے)۔ (البدایہ والنہایہ ج ۸ صفحہ ۱۳۴)

حضرت مسلمؒ فرماتے ہیں کہ معاویہؓ ہمارے پاس آئے اور وہ لوگوں میں سب سے زیادہ خوبصورت اور حسین تھے۔[1]

ولادت:

حضرت معاویہؓ مکہ کے نامور سردار سیدنا ابوسفیان کے فرزند ارجمند تھے۔ بعثت نبوی سے پانچ سال قبل ۶۰۸ء آپ کی ولادت ہوئی۔[2] بچپن ہی سے آپ میں اولوالعزمی اور بڑائی کے آثار نمایاں تھے چنانچہ آپ نوعمر تھے۔ آپ کے والد ابوسفیانؓ نے آپ کی طرف دیکھا اور کہنے لگے۔

---

1 مجمع الزوائد ج ۴ صفحہ ۳۵۵

2 ابن حجر الاصابہ ج ۳، صفحہ ۴۱۳ از عمر ابوالنصر مصری معاویہ بن سفیان ۶۰۸ کی ولادت کے بموجب آپ حضرت علیؓ سے عمر میں چھ سال چھوٹے تھے۔ مسلم ابن قتیبہ کے مطابق آپ حضرت علیؓ سے ایک سال چھوٹے ہیں اور بعثت سے ۱۲ برس...... آپ کی...... وفات ہوئی۔

Scanned with CamScanner

''میرا بیٹا بڑے سر والا ہے اور اس لائق ہے کہ اپنی قوم کا سردار بنے'' آپ کی والدہ ہندؓ نے یہ سنا تو کہنے لگیں۔ فقط اپنی قوم کا'' میں اس کو رووں اگر یہ پورے عرب کی قیادت نہ کرے''۔

اسی طرح عرب کے ایک قیافہ شناس نے آپ کو اچانک دیکھا تو بولا:

''میرا خیال ہے کہ یہ اپنی قوم کا سردار بنے گا''۔

کنیت:

آپ کی کنیت ابو عبدالرحمٰن تھی۔

تربیت:

ماں باپ نے آپ کی تربیت میں اس وقت کے عرب کے دستور کے مطابق کوئی کسر نہ چھوڑی۔ مختلف علوم وفنون سے آپ کو آراستہ کیا اور اس دور میں جب کہ لکھنے پڑھنے کا رواج بالکل نہ تھا اور سارے عرب میں جہالت کا اندھیرا چھایا ہوا تھا۔ آپ کا شمار ان چند گنے چنے لوگوں میں ہونے لگا جو علم وفن سے آراستہ تھے اور لکھنا پڑھنا جانتے تھے۔ قبل از اسلام آپ کی حالت کے بارے میں علامہ ابن کثیرؒ لکھتے ہیں:

وكان رئيساً مطاعاً ذامال جزمل

''آپ اپنی قوم کے سردار تھے۔ آپ کے حکم کی اطاعت کی جاتی تھی اور آپ کا شمار مالدار لوگوں میں ہوتا تھا'' [1]

قبول اسلام:

مشہور مورخ محمد بن سعد طبقات میں رقمطراز ہیں۔ حضرت معاویہؓ فرمایا کرتے تھے میں عمرۃ القضاء سے پہلے ہی اسلام لے آیا تھا مگر مدینہ جانے سے ڈرتا تھا۔ کیونکہ میری والدہ اس کے خلاف تھیں۔ تاہم ظاہر طور پر فتح مکہ کے موقع پر آپ نے اپنے والد کے ہمراہ اسلام لانے کا اعلان کیا۔ یہی وجہ ہے کہ ہم دیکھتے ہیں کہ بدر، احد، خندق، غزوہ، حدیبیہ میں آپ کفار کی جانب سے کسی لڑائی میں شریک نہ ہوئے، حالانکہ آپ اس وقت جوان تھے۔

[1] ابن کثیر البدایہ والنہایہ ج ۸ صفحہ ۸ مطبوعہ مصر

Scanned with CamScanner

آپ کے والد سالار کی حیثیت سے شریک ہو رہے تھے اور آپ کے ہم عمر سینکڑوں جوان بڑھ کر اسلام کے خلاف جنگ میں حصہ لے رہے تھے۔ ان باتوں سے ظاہر ہوتا ہے کہ ابتداء ہی سے اسلام کی روشنی آپ کے دل میں اتر چکی تھی۔ بالآخر کئی سال پہلے پیدا ہونے والی روشنی صبح فتح مکہ میں فروزاں ہوگئی اور ان کرنوں سے عرب کیا عجم کے ہزاروں خطے جگمگا اٹھے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے تعلق اور کتابت وحی:

آپ کی علمی پختگی اور شیفتگی حق ہی کے باعث دربار رسالت صلی اللہ علیہ وسلم میں آپ کو خاص مقام حاصل تھا۔ اسلام لانے کے بعد مستقلاً آپ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں رہنے لگے۔ جلد ہی آپ کو صحابہؓ کی ایسی مقدس اور خوش نصیب جماعت میں شامل کر لیا گیا۔ جسے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کتابت وحی کے لیے مامور فرمایا تھا۔ چنانچہ جو وحی آپ پر نازل ہوتی اسے قلمبند کرتے اور خطوط و مراسلہ جات کی نگرانی کی اور ترسیل کا کام بھی آپ کے ذمے تھا۔ اسی طرح گویا تاریخ اسلام میں صرف ایک حضرت معاویہؓ کی ذات ایسی ہے جسے کاتب وحی ہونے اور دنیا کے سب سے بڑے رسول کی خدمت میں سیکرٹری کے طور پر رہنے کا شرف حاصل رہا۔ یہی دو باتیں حضرت معاویہؓ کی امانت و دیانت اور عدالت کے لیے ان کے خلاف تمام الزامات پر بھاری ہیں۔

علامہ ابن حزمؒ کے مطابق کاتبین وحی میں سب سے زیادہ حضرت زید بن ثابتؓ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں رہے اور اس کے بعد دوسرا درجہ حضرت معاویہؓ کا تھا۔ یہ دونوں حضرات دن رات آپ کے ساتھ لگے رہتے اور اس کے سوا کوئی کام نہ کرتے تھے۔[1]

کاتبان وحی کو درج ذیل قرآنی صراحت کی روشنی میں دیکھا جائے تو ان کی صداقت کے لیے یہی ایک چیز کافی ہے۔ **فی صحف مکرمہ مرفوعۃ مطہرۃ بایدی سفرۃ کرام بررۃ** ط قرآنی صفحات بہت معزز اور بلند درجہ والے پاکیزہ ہیں چمکتے ہوئے ہاتھوں والے ہیں اور بہت زیادہ عزت والے لوگ ہیں۔

---

[1] ابن حزم جوامع اسرہ صفحہ ۲۷ بحوالہ حضرت معاویہؓ اور تاریخ حقائق صفحہ ۲۳۰ از مولانا محمد تقی عثمانی۔

Scanned with CamScanner

مذکورہ بالا آیت کی روشنی میں واضح ہوا کہ کاتب وحی کے طور پر آپ کا درجہ کس قدر بلند ہے۔ قرآن کی زبان میں آپ بہت عزت والا کہا گیا ہے ایک مسلمان کے لیے اس سے بڑی کوئی سند نہیں۔

سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ بعد از اسلام

عہد رسالت، غزوات میں شرکت:

قبول اسلام کے بعد حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ آنحضرت ﷺ کے ساتھ تمام غزوات بالخصوص حنین، طائف، یمامہ اور چھوٹی چھوٹی کئی گشتی اور جنگی مہموں میں شرکت فرمائی۔ خصوصاً طائف میں اپنے والد حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ کے ہمراہ تبلیغ و جہاد کے لیے اہم خدمات سرانجام دیں اور آپ کے والد نے وہاں کے رئیس الاعظم ابن الاسود کو حلقہ بگوش اسلام کیا۔[1] جس سے خوش ہو کر آپ ﷺ نے ان کو اور ان کے والد کو کثیر مال غنیمت مرحمت فرمایا۔[2]

مواخات:

فتح مکہ کے بعد الفت و مواخات منقطع ہو چکی تھی۔ چونکہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ فتح مکہ سے دو سال قبل اسلام قبول کر چکے تھے۔ اس لحاظ سے حضور ﷺ نے ان کی مواخات حضرت حتات مجاشعی رضی اللہ عنہ سے کرائی۔[3]

کتابت وحی:

مفتی حرمین شیخ احمد بن عبد اللہ طبری لکھتے ہیں حضور ﷺ کے تیرہ کاتب تھے۔ ان میں حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ اور زید رضی اللہ عنہ سب سے زیادہ کام کرتے تھے۔

(خلاصہ السیر بحوالہ حضرت معاویہؓ صفحہ ۱۳)

ایک شیعہ مورخ الفخری یہاں تک لکھتا ہے:

''معاویہ ان کاتبان وحی میں سے تھے جو رسول اللہ کے پاس بیٹھ کر لکھتے تھے۔[4]

مصری فاضل حسن ابراہیم کا تبصرہ ملاحظہ ہو۔

عجیب بات ہے کہ اگر چہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ دیر میں مسلمان ہوئے۔ تاہم متبعین رسول میں ہیں۔آپ ایمان واخلاص میں بہت بڑھتے ہوئے تھے۔دعوت سے وابستگی اوراس کی طرف سے مدافعت میں بہتوں سے آگے تھے۔رسول اکرم ﷺ کا ان پر بڑا اعتماد تھا۔آپ نے انہیں بلا کر کتابت وحی کی خدمت سپرد فرمائی۔جسے آپ انتہائی خلوص کے ساتھ سرانجام دیتے رہے۔[1]

خدمت نبوی:

جب تک آپ ﷺ بقید حیات رہے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ آپ کی خدمت سے جدا نہ ہوئے۔یہاں تک کہ سفر و حضر میں بھی خدمت کا موقع تلاش کرتے رہے۔ چنانچہ ایک بار رسول اللہ ﷺ کہیں چلے تو معاویہ رضی اللہ عنہ بھی پیچھے پیچھے ساتھ ہو گئے۔ راستہ میں حضور ﷺ کو وضو کی حاجت ہوئی۔پیچھے مڑے تو دیکھا معاویہ رضی اللہ عنہ لوٹا لیے کھڑے ہیں۔آپ بہت متاثر ہوئے چنانچہ وضو کے لیے بیٹھے تو فرمانے لگے۔

''معاویہ رضی اللہ عنہ تم حکمران بنو تو نیک لوگوں کیساتھ نیکی کرنا اور برے لوگوں سے درگزر کرنا''۔

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے کہ اسی وقت سے مجھے امید ہو گئی تھی کہ حضور ﷺ کی پیش گوئی صادق آئے گی اور میں کبھی نہ کبھی ضرور خلیفہ ہو کر رہوں گا۔[2] حضور ﷺ آپ کی خدمت اور بے لوث محبت سے اتنا خوش تھے کہ بعض اہم خدمات آپ کے سپرد فرمادی تھیں۔علامہ اکبر نجیب آبادی اپنی تاریخ میں رقمطراز ہیں۔

''حضور ﷺ نے اپنے باہر سے آئے ہوئے مہمانوں کی خاطر مدارات اوران کے قیام وطعام کا انتظام واہتمام حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے سپرد کر دیا تھا۔[3]

(تاریخ الاسلام ۲ صفحہ ۷)

سفارت نبوی ﷺ:

مکہ سے آنے کے بعد حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ مستقل طور پر خدمت نبوی میں رہنے لگے تھے۔انہوں نے تبلیغ دین اور کتابت وحی کے لیے اپنے آپ کو وقف کر دیا تھا

Scanned with CamScanner

۔علامہ زرکلی کے مطابق حضور ﷺ نے آپ کو حضر موت کی طرف بھیجا۔ کہ وہاں کے لوگوں کو قرآن کی تعلیم دیں اور اسلام سے روشناس کرائیں۔ (الاعلام)

عہد خلفاء راشدین

عہد صدیقی:

آنحضرت ﷺ کی وفات کے بعد حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ اور آپ کے والد حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر بیعت کی۔ عہد صدیقی میں موصوف کا شمار خلافت کے اولین افراد میں ہوتا تھا۔ تذکرہ نگاروں کا کہنا ہے کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی خلافت کے ابتدائی ایام میں حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ روایت حدیث کی طرف متوجہ ہوئے اور اس زمانے میں آپ نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ، حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ اور اپنی بہن حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا سے حدیثیں روایت کیں۔ [1] (آپ کی مرویات کی تعداد ابن حجر مکیؒ کے مطابق ۱۶۳ ہے)۔

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ مسیلمہ کذاب کے مقابلے میں:

عہد صدیقی میں منافقین اور مرتدین کی شورش نے خطرناک صورت اختیار کر لی تو اس کے خلاف پہلی تلوار حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے چچا حضرت خالد بن سعید رضی اللہ عنہ اموی کی اٹھی۔ ان کے بعد خالد بن ولید رضی اللہ عنہ رزمگاہ میں اترے تو حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے ان کی قیادت میں بے مثال جوہر دکھائے۔ عرب نقاد رضوی لکھتا ہے، حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کسی کا خون بہانا پسند نہیں کرتے تھے مگر پھر بھی آپ اسلامی ہدایات کے مطابق مرتدین کے قتل وقتال میں کسی سے پیچھے نہ تھے...... ایک روایت یہ بھی ہے کہ مسیلمہ کذاب حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے وار سے قتل ہوا۔

جہاد شام میں حصہ:

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے بڑے بھائی یزید بن ابوسفیان کو حضرت ابوبکر

[1] محاضرات تاریخ انامم مفامیہ ج ۴ صفحہ ۷۱ ۴ فتوح البلدان ۴۸

صدیق رضی اللہ عنہ نے شام کے لشکر کا امیر بنایا تو حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو اس لشکر کے ہراول دستہ کا علمبردار مقرر کیا۔[1]

فتوح البلدان کی ایک روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ اپنے بھائی کے دوسرے شامی لشکر کے امیر بنائے گئے۔ الغرض حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ ان خوش نصیب مجاہدوں میں سے ایک ہیں۔ جنہیں صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اور فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی نگاہ انتخاب نے امت مسلمہ کی قیادت کے لیے چنا۔ ملاحظہ ہو کہ شام جانے والا یہ پہلا لشکر تھا جسے مشہور سپہ سالاران ابوعبیدہ بنالجراح رضی اللہ عنہ، خالد بن ولید رضی اللہ عنہ اور عمرو بن عاص سے بھی پہلے دس ہزار سپاہ کی معیت میں روانہ کیا گیا۔ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ اپنی حربی صلاحیتوں کا مظاہرہ کیا اور فتح نصرت حاصل کی۔ علامہ بلاذریؒ رقمطراز ہیں۔

وکان لمعاویه فی ذالک ملا حسن واثر جمیل

معاویہ رضی اللہ عنہ نے کارہائے نمایاں پیش کیے اور وہاں بہترین اثر چھوڑا۔

بلاذری ہی کے مطابق شامی معرکے کے بعد فتح مرج اور صفر کے معرکے میں آپ نے خدمت جہاد سرانجام دی۔ آپ کے چچا خالد بن سعید رضی اللہ عنہ اموی اسی جنگ میں شہید ہوئے تو ان کی شہرہ آفاق تلوار آپ کے قبضے میں آئی۔

عہد فاروقی:

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا دور حکومت صرف دو سال تین ماہ دس دن پر مشتمل تھا۔ اس لیے جولانی طبع کے جوہر دکھانے کا صحیح موقع عہد فاروقی میں آپ کو ملا۔ فتح مرج کے بعد آپ نے اپنے بھائی یزید بن ابی سفیان کے ساتھ شام کے مضبوط قلع حیدا عرفہ جیلی اور بیروت کی تسخیر کے لیے پیش قدمی کی۔ عرفہ کے قلعہ کو فتح کرنے کے لیے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے جان جوکھوں میں ڈال دی۔ ان قلعوں کی فتح نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو بہت متاثر کیا۔ چنانچہ انہوں نے خوش ہو کر آپ کو اردن کا گورنر مقرر کر دیا۔ قبل ازیں جو علاقے رومیوں کے قبضے میں چلے گئے تھے۔ آپ نے دوبارہ چھین لیے اور وہاں اسلامی شوکت وحشمت کا پھریرا لہرایا۔

---

[1] فتوح البلدان صفحہ ۱۳۲، تاریخ امامت ج ۳ ص ۸

Scanned with CamScanner

چودہ سو سالہ اسلامی تاریخ میں پرتگال سے لے کر چین تک پھیلی ہوئی وسیع و عریض حکومت جو ۶۴ لاکھ ۱۵ ہزار مربع میل کے رقبہ کو محیط تھی۔ قریباً بیس سال تک صرف حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے دور میں قائم ہوئی۔

سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کا عہد خلافت اور اجماع امت

ربیع الاول ۴۱ ھ میں نہر ''دجیل'' کے کنارے واقع موضع ''مسکن'' میں سیدنا حسن رضی اللہ عنہ نے سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کے حق میں خلافت سے دستبرداری کا اعلان کیا۔ صلح کا مختصر ساخاکہ ملاحظہ ہو۔

لڑائی کے بعد سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کو ایک سال کا عرصہ گزرا ہوگا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ اپنے ایک باغی ابن ملجم کے ہاتھوں شہید ہو کر فردوس بریں میں پہنچ گئے تاریخ ابن کثیر میں ہے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کا وقت رحلت قریب تھا تو آپ نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ کو وصیت کی۔ ''بیٹا معاویہ رضی اللہ عنہ کی امارت قبول کرنے سے نفرت نہ کرنا۔ ورنہ باہم کشت و خونریزی دیکھو گے۔ [1]

چنانچہ حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے اپنے والد کی نصیحت پر عمل کیا۔ جب شیعان علی رضی اللہ عنہ نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے لڑنے کے لیے زور دیا تو آپ نے ان سے فرمایا ''میرے والد مجھ سے فرما چکے ہیں۔ معاویہ رضی اللہ عنہ ایک دن خلیفہ ہو کر رہیں گے۔ خواہ ہم کتنی ہی بڑی فوج لے کر ان کے مقابلے میں نکلیں پر یہ غالب رہیں گے، کیونکہ منشائے خداوندی کو ٹالا نہیں جاسکتا'' [2]

امیر المومنین حضرت حسن رضی اللہ عنہ کی یہ بات سبائیوں کو پسند نہ آئی۔ وہ آپ کے دشمن ہو گئے اور کھلم کھلا آپ کو کافر اور مذلل المومنین کہنے لگے یہاں تک کہ مدائن میں آپ پر حملہ کیا، خیمہ لوٹا اور آپ کو نیزہ مارا۔

ملا باقر مجلسی کی زبانی یہ کہانی ملاحظہ ہو۔

---

[1] تاریخ ابن کثیر ج ۸ صفحہ ۳، ازالۃ المغاج ۲ صفحہ ۲۷۳ ابن احدیہ شیعی ج ۳ صفحہ ۸۳۶

[2] حضرت معاویہ شخصیت و کردار

''جب امام حسن کو نیزہ مارا گیا تو آپ زخم کی تکلیف سے کراہ رہے تھے اور ایک شخص زید بن وہب جہنی سے فرما رہے تھے''۔

والله معاويه خير لی من هولا يزعمون انهم لی شيعه ابتغوا قتلی وابتهوا اثقلی واخذو مالی

''بخدا میں معاویہ کو اپنے لیے ان لوگوں سے بہتر سمجھتا ہوں جو اپنے کو میرا شیعہ کہتے ہیں۔انہوں نے میرے قتل کا ارادہ کیا۔میرا خیمہ لوٹا میرے مال پر قبضہ کیا''۔[1]

بالآخر سیدنا حسن رضی اللہ عنہ نے اپنے بھائی حسین رضی اللہ عنہ اور بڑے بہنوئی ابن جعفر کو مشورہ کے لیے طلب کیا۔ادھر حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ بھی اپنے دل میں آرزوئے صلح لیے بے چین و بے قرار تھے۔آپ نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے پہلے صلح کی تحریک پیش کر دی اور ایک سادہ کاغذ پر اپنی مہر ثبت کر کے حضرت حسن رضی اللہ عنہ کی خدمت میں بھیجا اور کہلایا کہ آپ جتنی شرطیں چاہیں اس پر لکھ دیں مجھے منظور ہے۔حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے اپنی شرطیں لکھیں جسے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے بلا کسی ترمیم منظور کر لیا۔صلح کے بعد سیدنا حسن رضی اللہ عنہ نے خطبہ دیا۔

''مسلمانو! میں نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے صلح کر لی اور ان کو اپنا امیر اور خلیفہ تسلیم کر لیا اگر امارت وخلافت ان کا حق تھا تو ان کو پہنچ گیا اگر یہ میرا حق تھا تو میں نے ان کو بخش دیا۔(تاریخ اسلام از اکبر نجیب آبادی ج ۹ صفحہ ۵۵۴)

اس تقریر کے بعد حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے اپنے معاہدے کے مطابق پچاس لاکھ درہم نقد اور ایک لاکھ درہم سالانہ وظیفہ لے کر مدینہ منورہ تشریف لائے اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیشینگوئی کہ میرا بیٹا سید ہے، خدا اس کے ذریعے مسلمانوں کی دو بڑی جماعتوں میں صلح کرائے گا۔اب جا کر پوری ہوئی۔[2]

علامہ ابن عبدالبر لکھتے ہیں۔حضرت حسن رضی اللہ عنہ کی بیعت کے بعد سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ باقاعدہ طور پر پوری مملکت اسلامیہ کے امیر المومنین اور خلیفۃ المسلمین مقرر ہو گئے اور اس سال کا نام عام الجماعت رکھا گیا، کیونکہ ملت اسلامین نے ۵/۶ سال کے تفرق واختلاف کے بعد اس سال ایک خلیفہ پر اجماع کیا تھا۔

---

[1] انبا الطوال صفحہ ۲۳۰۔ [2] حضرت معاویہ بن ابی سفیان صفحہ ۴۲

خلیفہ کا پہلا کام:

مسند خلافت پر جلوہ افروز ہونے کے بعد آپ نے علماء واشراف کی مدد سے ایک مجلس شوریٰ بنائی۔ پہلی مجلس میں بغاوتوں پر تبادلہ خیال ہوا اور یہ طے پایا کہ پہلا قدم خارجیوں کے خلاف اٹھایا جائے کیونکہ وہ کھلم کھلا آمادہ بغاوت تھے (خارجیوں میں فروہ بن نوبل ...... مستورو بن علقمہ کا نام قابل ذکر ہے) حضرت مغیرہ بن شعبہ اور اپنے بھائی زیاد بن ابی سفیان کی مدد سے آپ نے ایک سال کے اندر اندر خارجیوں کا صفایا کر دیا۔ ان کے بڑے بڑے سردار عین میدان جنگ میں مارے گئے۔ خارجیوں سے لڑائی کے دوران سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ نے قاتلین عثمان کو بھی چن چن کے قتل کیا۔ ۴۱ء کے اواخر میں بلخ، ہرات اور بادغین کی بغاوتیں بھی کچلی گئیں۔ ۴۲ھ میں جب کابل میں بغاوت اٹھی تو حضرت عبداللہ بن عامر اموی کو روانہ کیا گیا جنہوں نے دشمنوں کا قلع قمع کر دیا۔

☆ ۴۸ھ میں حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے اسلامی تاریخ کا ناقابل فراموش معرکہ سر کیا۔ جس کے تحت انہوں نے شمالی افریقہ کے جنگلات کاٹ کر ۴۰ ہزار فوجی ماہرین کو بحری جہاز بنانے کا حکم دیا۔ چنانچہ انہوں نے چند ماہ کے عرصے میں ایک ہزار سات سو بحری جہازوں پر مشتمل ایک دیوہیکل بحری بیڑہ تیار کیا۔ آتش کدہ کفر سرد ہوا اور رومیوں کی سطوت خاک میں مل گئی۔

☆ اسلامی تاریخ میں حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ واحد مدبر، منتظم، اعلیٰ صفات کے حامل حکمران ہیں جنہوں نے اسلامی فتوحات کا دائرہ بلاد عرب وعجم اور یورپ وافریقہ تک وسیع کیا۔ نہ صرف یہ کہ عہد فاروقی کی ۲۳ لاکھ مربع میل کی فتوحات کو ترقی زاد بنا دیا۔ بلکہ اس سے آگے بڑھ کر کابل، قندھار، روہوڈی، صقلیہ، شمالی افریقہ، درہ خیبر، بولان، قلات اور ایشیائی ممالک کے دروازوں پر آ کر دستک دی۔

مسلمانوں کی خانہ جنگیوں میں خلافت راشدہ کی دلنواز نظر افروز تصویر کا ایک چوکھٹا ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا تھا تاہم امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے اپنے حسن تدبر سے اصل تصویر باقی رکھنے کی جو کوشش کی وہ ہر حال میں قابل داد ہے۔ (تاریخ ملت ج ۳ صفحہ ۵۰)

Scanned with CamScanner

سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زبان میں

فضائل ومناقب:

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے والہانہ لگاؤ تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم بھی ان پر خصوصی شفقت فرماتے تھے۔ بیشتر احادیث میں بڑی صراحت کے ساتھ کئی مواقع پر آپ کے مقام علو کا ذکر ملتا ہے، ملاحظہ ہو۔

(۱) قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم اللھم الجعلہ ھادیا مھدیا واھدبہ
"اے اللہ معاویہؓ کو ہدایت دینے والا اور ہدایت یافتہ بنا اور اس کے ذریعے لوگوں کو ہدایت دے۔

(۲) اللھم علم معاویہ الکتاب والحساب وقہ العذاب۔(الحدیث)
"اے اللہ معاویہؓ کو حساب کتاب سکھا اور اس کو عذاب جہنم سے بچا۔[1]

(۳) اللھم علمہ الکتاب ومکن لہ فی البلدار وتہ العذاب
اے اللہ معاویہؓ کو کتاب سکھا دے اور شہروں میں اس کو حکمران بنا دے اور اس کو عذاب سے بچا۔[2]

(۴) ایک روایت میں تو یہاں تک ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو کسی کام کے مشورہ کے لیے طلب فرمایا۔ مگر دونوں حضرات کوئی مشورہ نہ دے سکے۔ آپ نے فرمایا۔
ادعوا معاویہ احضر وہ امر کم فانہ قوی امین .
"معاویہؓ کو بلاؤ اور معاملہ کو ان کے سامنے رکھو۔ کیونکہ وہ قوی اور امین ہیں۔ (غلط مشورہ نہ دیں گے)۔

(۵) لاتذکر وا معاویہ الا بخیر .
"معاویہؓ کا تذکرہ صرف بھلائی کے ساتھ کرو"۔

(۶) یبعث اللہ تعالیٰ معاویہ یوم القیمہ وعلیہ ضومن نورالایمان
"آپ نے فرمایا" اللہ تعالیٰ قیامت کے دن معاویہؓ کو اٹھائیں گے تو ان پر

---

[1] جامع ترمذی [2] کنزاعمال ج ۶، ۴۴۰

Scanned with CamScanner

نور ایمان کی چادر ہوگی"۔

(۷) قال النبی صلی الله ان معاویه لا یضارع امدر ضوعه
"حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا" جو بھی معاویہؓ سے لڑے گا۔ زیر ہوگا۔"

(۸) صاحب سری معاویه بن ابی سفیان فمن لحه فقد نجاة و من ابغضه فقد هلک
"معاویہؓ میرا رازدان ہے۔ جس نے اس کیساتھ محبت کی، نجات پا گیا جس نے بغض رکھا ہلاک ہوا۔

(۹) احلم من امتی معاویهؓ
میری امت میں معاویہؓ سب سے زیادہ بردبار ہے۔

(۱۰) اللهم اصلاه علما
اے اللہ معاویہؓ کو علم سے بھر دے۔

(۱۱) یا معاویه ان ولیت الامر فاتق الله
اے معاویہؓ تمہارے سپرد امارت کی جائے تو تم اللہ سے ڈرتے رہنا۔

(۱۲) اول جیش من امتی یغزو البحر فقد اوجبوا
میری امت کا سب سے پہلا لشکر جو بحری لڑائیوں کا آغاز کرے گا۔ اس پر جنت واجب ہے۔ ابن اثیرؒ اور تمام تاریخوں کے مطابق حضرت معاویہؓ واحد شخص ہیں جنہوں نے سب سے پہلے بحری لڑائی کا آغاز کیا۔

اوصاف و کمالات

سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ مکارم اخلاق کے پیکر تھے اور کیوں نہ ہوتے جب کہ زبان رسالت نے ان کو مہدی کے لقب سے یاد فرمایا تھا۔ مشہور تابعی بزرگ حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اگر لوگ معاویہ رضی اللہ عنہ کے اخلاق و افعال کو دیکھتے تو بے ساختہ کہہ اٹھتے کہ "مہدی یہی ہیں، ہادی یہی ہیں"۔ آپ کے محاسن اخلاق پر تبصرہ کرتے ہوئے عرب نقاد زکریا نصولی لکھتا ہے۔ معاویہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ کے معتمد بڑے ثقہ ذکی اور عمدہ اخلاق والے اصحابی تھے۔ اسی رتبہ عظیم کی بناء پر وہ اسلام کے بڑے بڑے لوگوں کے ساتھ اٹھتے بیٹھتے تھے۔

Scanned with CamScanner

بے غبار حقیقت یہ ہے کہ تاریخ اسلام میں آپ درخشاں شخصیت کے مالک تھے۔ یہ وہ شخص ہے جس نے حکومتوں کی ترتیب کی امتوں کی قیادت اور ملکوں کی نگہبانی کی۔ ان تمام باتوں کے باوجود مورخین عرب نے ان کو ان کا صحیح مقام نہیں دیا۔ جس کے وہ مستحق تھے۔ بالخصوص شیعہ مورخین نے اور یہ بات بر بنائے تعصب ہوئی۔ [1]

زہد و تقویٰ:

صاحب اعلام الاسلام لکھتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ، امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی ایمانداری اور ان کے زہد و تقویٰ سے واقف تھے۔ اس لیے ان کی بڑی قدر کرتے تھے۔ [2] اور کیوں نہ کرتے جب کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کا ظاہر و باطن دونوں یکساں تھے۔ جیسا کہ حضرت قبصیہ بن جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں معاویہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ رہا ہوں۔ ان کے ساتھ اٹھا بیٹھا ہوں ان سے بہتر محبوب رفیق کسی کو نہیں پایا اور نہ ظاہر و باطن میں یکساں کسی کو دیکھا۔ [2] حضرت امام احمد بن حنبلؒ اپنی تالیف کتاب الزہد میں حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی زاہدانہ زندگی پر روشنی ڈالنے کے لیے ایک روایت یوں نقل کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ جامع دمشق میں خطبہ دے رہے تھے۔ اس وقت دیکھا گیا تو ان کے جسم مبارک پر جو کرتا تھا وہ بوسیدہ اور پھٹا ہوا تھا۔ یہ ان معاویہ رضی اللہ عنہ کے لباس کا حال ہے جنہیں کہا جاتا ہے کہ وہ ریشم اور حریر استعمال کرتے تھے۔

حضرت امام ترمذیؒ ابواب الزہد [3] کے ذیل میں ایک طویل روایت لائے ہیں جس سے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے زہد و تقویٰ اور خشیت و عبادت کا اندازہ بخوبی ہو جاتا ہے۔

عبادت و ریاضت:

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی عبادت و بندگی کا حال پوچھنا ہو تو حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے پوچھو وہ فرماتے ہیں معاویہ کی برائی نہ کرو۔ میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے کہ وہ راتوں کو اٹھ کر خدا کے حضور اپنی پیشانی رگڑتے ہیں۔ [4] حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے کسی شخص کو نماز حضور کے مشابہ نہیں دیکھی۔

---

[1] موطا امام مالک/ ۲۱۸۱، طبری ج ۲/ ۱۵۹ [2] تاریخ الخلفاء/ ۲۸ [3] کتاب الزہد ۲۷ [4] ترمذی ابواب الزہد،

سوائے معاویہ رضی اللہ عنہ ابن ابی سفیان کے۔ ۵ (المستقی / ۳۸۹ تطہیر الجنان/۴۲)

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ فرض کے علاوہ نوافل اور سنتیں بھی بڑے اہتمام کے ساتھ ادا فرماتے تھے۔ صاحب مروج الذہب لکھتے ہیں کہ معاویہ رضی اللہ عنہ مغرب کی اذان سننے کے بعد مسجد میں آجاتے اور نماز پڑھانے کے بعد چار رکعت نماز الگ سے پڑھتے اور وہ بھی اس اہتمام سے کہ ہر رکعت میں پچاس پچاس آیات تلاوت فرماتے۔ ۶

علامہ احسن ابراہیم مصری لکھتے ہیں کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ اپنے دن کو اللہ کے کاموں کے لیے تقسیم فرما دیا کرتے تھے۔ فجر کی نماز پڑھ چکتے تو اندر جا کر اپنا مصحف (قرآن پاک) لاتے اور اس کے اجزاء کی تلاوت فرماتے پھر گھر والوں کو شریعت پر عمل پیرا ہونے کے طریقے بتاتے۔ ۷

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نفل نمازوں کی طرح نفل روزے کے بہت پابند تھے ایک بار فرمایا۔ اے لوگو! آج عاشورہ کا دن ہے اور یہ روزہ فرض نہیں ہے۔ میں نے روزہ رکھا ہے تمہارا جی چاہے تو تم بھی رکھو۔ ۸

خشیت الٰہی اور خوف آخرت:

سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ خدا کے خوف اور آخرت کے ڈر سے ہر وقت لرزہ براندام رہتے تھے۔ بسا اوقات روتے روتے ہچکیاں بندھ جاتی تھیں اور ریش مبارک آنسوؤں سے تر ہو جاتی تھیں۔ ترمذی شریف میں ہے ایک مرتبہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے حشر و نشر اور روز آخرت کی باز پرس پر ایک عبرتناک حدیث سنائی۔ جس کا اثر حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے دل پر ایسا ہوا کہ وہ زار و قطار رونے لگے۔ ہچکیاں بندھ گئیں آنسوؤں کی جھڑی لگ گئی۔ یہاں تک کہ سامعین بھی رو پڑے اور سب کی آنکھیں پرنم ہو گئیں۔ کچھ دیر کے بعد جب سکون ہوا۔ تو حضرت امیر نے قرآن پاک کی یہ آیت تلاوت فرمائی۔

ترجمہ:

''جو شخص دنیا اور اس کے ساز و سامان کو چاہتا ہے تو ہم اس کے اعمال کا بدلہ دنیا میں دیتے ہیں اور اس کا کچھ نقصان نہیں ہوتا۔ لیکن آخرت میں ان کا حصہ آگ کے سوا کچھ نہیں رہ جاتا اور انہوں نے جو کچھ کیا تھا وہ برباد ہو جاتا ہے اور جو کام کیے تھے وہ بیکار ہو

---

۵ قاموس الاصنام ۲/۱۴۲، ۶ منہاج السنۃ ۳/۱۸۵ ۷ مروج الذہب ۴/۴۲۳ ۸ الاعلام الاسلام ۲۷

جاتے ہیں“ ۲ یہ ان معاویہ رضی اللہ عنہ کی رقت قلب خشیت الٰہی اور خوف آخرت کی ایک مثال ہے جنہیں عام طور پر دنیا طلب اور مواخذہ آخرت سے بے نیاز کہا جاتا ہے۔

ایک بار آپ نے شرفا حکومت سے کہا اگر تم غریبوں، محتاجوں، ضرورت مندوں کی فریادوں سے ہمیں مطلع نہیں کروگے تو یاد رکھو حشر کے دن رعایا کے لیے مجھے جواب دہ ہونا پڑے گا اور اس دن میری سزا میں تم برابر کے شریک ہوگے۔

ایک بار فرمایا جس دل میں خوف خدا نہیں اس کا کوئی متعین مددگار نہیں۔۳ شاہ معین الدین احمد ندوی لکھتے ہیں ۴ کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے لیے کہا جاتا ہے کہ انہوں نے دنیا میں پڑ کر آخرت کے مواخذہ کو بالکل فراموش کر دیا تھا۔ لیکن یہ خیال حقیقت واقعہ سے بہت دور ہے، حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ قیامت کے مواخذہ کا تذکرہ سن کر لرزہ براندام ہو جایا کرتے تھے اور روتے روتے ان کی حالت غیر ہو جاتی تھیں۔۵

قرآن سے شغف:

روایات سے اندازہ ہوتا ہے کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو قرآن پاک سے گہرا لگاؤ تھا اور کیوں نہ ہوتا جب کہ عہد رسالت میں آپ کا زیادہ وقت قرآن حکیم کی کتابت میں صرف ہوا کرتا تھا اور نبی کریم ﷺ دعا فرمایا کرتے تھے۔ خدایا! معاویہ رضی اللہ عنہ کو قرآن کا علم عطا فرما۔۶ اور یہ دعا بارگاہ خداوندی میں قبول ہوئی اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے قرآن پاک کی کتابت کے لیے جبریل امین تشریف لائے اور حضور سے عرض کی کہ آپؐ معاویہؓ کی خدمات حاصل کریں کہ وہ قرآن کو اچھی طرح سمجھتے ہیں۔ ۷ علامہ مسعودی کی روایت سے پتہ چلتا ہے کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کاروبار خلافت کی مصروفیات کے باوجود بلا ناغہ تلاوت فرماتے رہے۔۸

عمل بالحدیث اور اتباع سنت:

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ عامل حدیث اور پابند سنت تھے اور لوگوں کو

---

۲ مروج الذہب۔ ۳ طبری ج ۷ صفحہ ۲۰۲۔ ۴ سیر الصحابہ ج ۶ صفحہ ۱۳۶ بحوالہ حضرت معاویہ۔ ۵ حافظ ابن کثیر البدائیہ والنہائیہ ص ۱۲۵ ج ۸ ۶ البدایہ ۸/۱۴۰۔ ۷ تطہیر الجنان ۲ کے سوا سب روای ثقہ۔

۸ مروج الذہب صفحہ ۴۲۳۔

بھی یہی تعلیم دلواتے تھے۔ چنانچہ ایک صحابی عبد الرحمٰن بن سہیل رضی اللہ عنہ کو اس کام پر مقرر فرمایا تھا کہ وہ لوگوں کو حدیث کی تعلیم دیں اور جب میرے پاس آئیں تو وہ حدیثیں مجھے بھی سنائیں۔ ۵ اسی طرح ایک بار حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کو لکھا کہ آپ نے نبی اکرم ﷺ کی زبان مبارک سے جو کچھ سنا ہے اس سے مجھے مطلع فرمائیں تو انہوں نے لکھا کہ آنحضرت ﷺ فضول خرچی اور سوال کی کثرت سے منع فرمایا ہے۔ یہ شغف تھا حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کا احادیث نبوی کیساتھ کہ آپ دوسروں سے حدیثیں پوچھتے پھر اس پر عمل کرتے اور دوسروں کو بھی عمل کرنے کی تعلیم دیتے ایک بار بعض روسا کو دیکھا کہ وہ چیتے کی کھال پر بیٹھے ہیں تو فرمایا حضور ﷺ نے چیتے کی کھال پر بیٹھنے سے منع فرمایا۔ (بخاری شریف)

حلم وبردباری:

ہمیں آپ کے اعمال وافعال میں حلم وکرم اور بردباری کے اوصاف نہایت ممتاز نظر آتے ہیں۔ آنحضرت ﷺ خود فرماتے ہیں (معاویہؓ حلم انتی) میری امت میں معاویہ رضی اللہ عنہ بڑے حلیم وکریم ہیں۔

ایک موقع پر حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا تھا۔ معاویہ رضی اللہ عنہ کی عیب جوئی سے مجھے باز رکھو وہ ایسا حلیم وبردبار شخص ہے کہ غصہ کے عالم میں ہنستا رہتا ہے۔ ا

خود حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ اپنے متعلق فرماتے ہیں میرے نزدیک غصہ پی جانے سے کوئی چیز لذیذ نہیں۔ یہ بھی فرماتے تھے مجھے شرم آتی ہے کہ کسی کا گناہ میرے وصف علم سے بڑھ جائے۔ اور یہ قول بھی آپ ہی کا ہے کہ جہاں میرا کوڑا کام دیتا ہے وہاں تلوار کام میں نہیں لاتا اور جہاں میری زبان کام دیتی ہے وہاں کوڑا کام نہیں لاتا۔ اگر میرے اور دوسرے کے درمیان بال برابر بھی تعلق قائم ہو تو میں اسے منقطع نہیں کرتا۔ پوچھا گیا کیسے تو فرمایا۔

جب وہ اسے کھینچتا ہے تو میں اسے ڈھیل دیتا ہوں اور جب وہ ڈھیل دیتا ہے تو میں کھینچ لیتا ہوں۔ ۲

---

۵ البدایہ والنہایہ صفحہ ۱۴۴۔ ا ازالۃ الخلفاء ۲/۷۵ اعلام السلام ۲۶۹۔ ۲ سیر الصحابہ ۶/۱۱۸۔

Scanned with CamScanner

آپ کی بردباری سے متاثر ہو کر عرب کا مایہ ناز شاعر اخطل کہتا ہے۔(اے معاویہ رضی اللہ عنہ تو نے اپنے نبی کے دین کو ہمارے لیے اپنی بردباری سے آسان کر دیا۔[3] حضرت ابن جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے معاویہ رضی اللہ عنہ سے زیادہ کسی کو حلیم و کریم نہیں پایا۔[4]

سخاوت و فیاضی:

لبنان کا مورخ عمر ابولضر لکھتا ہے کہ سخاوت و فیاضی میں امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا ہم پلہ کوئی نہ تھا۔ آپ کے خزانے کے دروازے دشمنوں اور دوستوں دونوں کے لیے یکساں طور پر کھلے رہتے ہیں۔ داد و دہش اور انعام و اکرام کے ذریعے آپ لوگوں کے دل جیت لیتے اور اس کے ذریعے بغاوتوں کو دور کرنے اور لوگوں کو مملکت کا فرمانبردار بنانے میں مدد لیتے۔[1]

شیعی مورخ علامہ ابن طباطبائی لکھتے ہیں۔ بنو ہاشم اور آل ابی طالب امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس جاتے وہ ان کی شاندار مہمان نوازی کرتے۔ ان کی تمام ضروریات پوری کرتے۔ حالانکہ ان میں سے بعض لوگ ان کے عوض ان سے سخت گفتگو کرتے، جلتے کٹتے لیکن معاویہ رضی اللہ عنہ ان کی باتوں کو کبھی مذاق میں اڑا دیتے کبھی ٹال جاتے کبھی خوش اخلاقی محبت میں ہر چیز فراموش کر دیتے۔ (از حضرت معاویہؓ اور تاریخی حقائق)

سادگی و انکساری:

شروع شروع میں حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ بڑی شان کے ساتھ رہتے تھے۔ دروازے پر دربان ہوتا۔ زرق لباس پہنتے اور شاندار گھوڑے پر سواری کرتے لیکن یہ سب کچھ عزت نفس کے لیے نہ تھا۔ رومیوں کو مرعوب کرنے کے لیے تھا۔ چنانچہ آپ کی بعد کی زندگی، جب آپ خلیفہ ہوئے، فقیر کی تمکنت اور امیر کی مسکنت کا نمونہ نظر آتی ہے۔ آپ عوام کے جھرمٹ میں بیٹھتے اور ان کی فریادیں سنتے۔ دستر خوان پر امیر و غریب یکساں طور پر شامل ہوتے اور آپ ان کے ساتھ کھانا تناول فرماتے۔[2] معمولی خچر پر سواری کرتے اور

---

[1] معاویہ ابن ابی سفیان ۱۵۷۔ [2] الفخری ۴۰۔
[3] تاریخ الخلفاء ۱۲۸ [4] انمانی ۱۳/ ۳۴۵۔

پھٹا ہوا کپڑا پہنتے، بازاروں میں گھومتے امام اوزاعی کے شیخ امام یونس بن میرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو اپنی آنکھوں سے دیکھا کہ وہ خچر پر سوار تھے اور ان کا غلام ان کے پیچھے بیٹھا تھا اور اس وقت ان کے جسم پر جو کرتا تھا۔ اس کا گریبان پھٹا ہوا تھا۔[3]

ایک روایت میں ہے کہ ایک بار حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ جامع دمشق میں اس حال میں خطبہ دے رہے تھے کہ ان کی قمیض بوسیدہ ہو چکی تھی۔[4] امام بخاری لکھتے ہیں کہ ایک مرتبہ کسی مجلس میں حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ تشریف لائے تو لوگ ادب سے اٹھ کر کھڑے ہونے لگے۔ یہ دیکھ کر آپ نے فرمایا جو شخص اس سے خوش ہو کہ خدا کے بندے اس کی تعظیم میں کھڑے ہو جائیں تو اس کا ٹھکانہ جہنم ہے۔[4]

''ایک مورخ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی سادگی اور فروتنی پر اسی طرح روشنی ڈالتا ہے''۔

باوجود ایک مقتدر اور عظیم الرتبہ فرمانروا ہونے کے، معاویہ رضی اللہ عنہ نے مزاج نہایت سادہ پایا ہے۔ وہ ہر حالت میں اپنے اور دوسرے مسلمانوں کے درمیان کوئی فرق نہیں کرتے تھے اور وہ ہر شخص سے نہایت مہربانی اور لطف وکرم سے پیش آتے تھے۔ خواہ وہ کیسا ہی ادنیٰ درجہ کا آدمی ہوان کی یہ ہمدردی ایسے شخص کیساتھ اس وقت اور زیادہ بڑھ جایا کرتی تھی جب کوئی بے حیثیت آدمی ان کے سامنے کوئی شکایت لے کر پیش ہوتا وہ مساوات بین المسلمین کے نہایت سختی سے قائل تھے''۔

فہم وتدبر:

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ گوناگوں صفات کے حامل تھے۔ اعلیٰ درجہ کے سیاست دان اور بہترین مدبر تھے۔ آپ کی ذہانت وفراست کی تعریف خود نبی کریم ﷺ نے کی تھی اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ، حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو مخاطب کر کے فرمایا تھا۔ تم لوگ معاویہ رضی اللہ عنہ کو اپنے مشوروں میں شریک کر لیا کرو۔ اپنے معاملوں میں ان کو گواہ بنا لیا کرو وہ قوی امین اور مضبوط امانت دار ہیں اس کے بعد خود ایک معاملہ پر

---

[3] مروج الذہب ۴/۴۲۳۔ [4] کتاب الزہد امام احمد بن حنبل

Scanned with CamScanner

ان سے مشورہ لیا اور ان کی ذہانت کی تعریف کی۔

(ذکر ابن حجر و قال رجاله ثقات مع اختلان فی البعض)

مصری مورخ محمد حسین ہیکل لکھتا ہے۔ معاویہ ایک دانش مند تھے۔ جن کی دانشمندی ان کی آنکھوں پر اغراض کا پردہ پڑنے نہیں دیتی تھی۔ حلیم الطبع تھے جن کی بردباری انہیں طاقت کے استعمال سے روکتی تھی اور بالغ نظر تھے۔ جن کی حکومت سے لوگ مانوس ہو گئے تھے اور انہوں نے اپنی خوش کلامی اور حسن تدبر سے عوام کا دل موہ لیا تھا۔[1]

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے صرف عوام کا دل موہ نہیں لیا تھا بلکہ اپنے حسن تدبر سے خلافت راشدہ کے اصولوں کو باقی رکھنے کی کوشش بھی کی تھی۔ مولف تاریخ ملت فرماتے ہیں: ''خلافت راشدہ کا چوکھٹا ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا تھا۔ تاہم امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے اپنے حسن تدبر سے اصلی تصویر باقی رکھنے کی جو کوشش کی ہے وہ ہر حال میں قابل داد ہے۔[2]

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے قیصر روم کی شوکت کو اکھاڑ دیا۔ اسلامی تاریخ میں سب سے پہلی بحری لڑائی کا آغاز کر کے آپ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی درج ذیل پیشینگوئی کا مصدق بنے۔

اول جیش یغز و البحر فقد اوجبو الجنه

میری امت کا وہ پہلا لشکر جو بحری لڑائیوں کا آغاز کرے گا، اس پر جنت واجب ہے۔ (صحیح بخاری)

سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ اور اہل بیت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

ام المومنین حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی حقیقی بہن تھیں۔ ظاہر ہے کہ بہن اپنے بھائی کو کتنا محبوب رکھتی ہے۔ چنانچہ روایات میں آیا ہے کہ ایک دفعہ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا اپنے بھائی معاویہ رضی اللہ عنہ کا سر سہلا رہی تھیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم آ گئے اور انہیں دیکھ کر فرمایا ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کیا تم معاویہ کو محبوب رکھتی ہو۔ آپ بولیں کیوں نہیں۔ بھلا کوئی بہن ایسی ہوگی جو اپنے بھائی کو محبوب نہ رکھتی ہو۔ یہ سن

---

[1] تاریخ الخلفاء صفحہ ۲۲۸۔ [2] تاریخ ملت ج ۳ صفحہ ۵۰۔

Scanned with CamScanner

کر حضورا کرم ﷺ نے فرمایا: "فان اللہ ورسولہ یحبانہ" اللہ اور اس کا رسول بھی معاویہ رضی اللہ عنہ کو محبوب رکھتے ہیں ۔ ۲

حضرت علی المرتضیٰ t:

جنگ صفین کے بعد حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو بہت سے لوگ برا بھلا کہنے لگے ۔ تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ انہیں برا مت کہو وہ تمہارے درمیان سے جب اٹھ جائیں گے تو تم دیکھو گے کہ بہت سے سرتن سے جدا ہو جائیں گے ۔ ۱ اور ایک موقع پر فرمایا معاویہ رضی اللہ عنہ میرے بھائی ہیں ۔ کافر یا فاسق نہیں ہیں ۔ ۲ اور تم لوگ انہیں برا کہنے کی بجائے ان کے لیے دعا کرو ۔ ہمیں ان کی برائی پسند نہیں ۔ ۳

حضرت علی رضی اللہ عنہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ ان کے لشکر کی بھی تعریف فرمایا کرتے تھے ۔ ایک دفعہ آپ نے اپنے لشکروں کے سامنے یہ تقریر کی ۔ بخدا مجھے ایسا لگتا ہے کہ یہ لوگ عنقریب تم پر غالب آجائیں گے کہ یہ اپنے امام (معاویہ رضی اللہ عنہ) کے فرمابردار ہیں اور تم اپنے امام کے نافرمان تم خیانت کرتے ہو ۔ وہ امانت دار ہیں ۔ تم زمین پر فساد کرتے ہو اور وہ اس کی اصلاح کرتے ہیں ۔ (البدایہ والنہایہ ۲۰/۸)

حضرت علیؓ ابن علیؓ:

آپ نے دست برداری خلافت سے چند روز قبل ..... فرمایا تھا ۔ خدا کی قسم ! میں معاویہ رضی اللہ عنہ کو ان لوگوں سے بہتر سمجھتا ہوں جو اپنے آپ کو شیعہ کہتے ہیں ۔

علامہ ابن عبد البر کتاب الاستیعاب میں لکھتے ہیں کہ حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے فرمایا "جو معاویہ رضی اللہ عنہ کو برا کہتا ہے ۔ اس پر خدا کی لعنت" ۔

حضرت حسینؓ ابن علیؓ:

حضرت حسن رضی اللہ عنہ کے ساتھ حضرت حسین رضی اللہ عنہ نے بھی امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی بیعت کر لی ۔ تو کوفیوں نے آپ کو ورغلایا کہ معاویہ رضی اللہ عنہ کی

---

۲ حضرت معاویہ بن ابی سفیان صفحہ ۸۸ مطبوعہ البدایہ والنہایہ ۱۴۰/۸ ۱ تطہر الجنان ۲ ۔ ۲ تاریخ الخلفاء ۲۱۸ بحوالہ ابن عساکر ۔ ۳ مکتوبات ۲/۵۴، ۱۵ امیر معاویہ پر ایک نظر

Scanned with CamScanner

بیعت توڑ دیں۔لیکن آپ نے صاف انکار کر دیا۔فرمایا میں نے بیعت کر لی ہے اور عہد کر لیا ہے۔اب بیعت کو توڑنا میرے لیے ممکن نہیں۔ایک بار آپ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس تشریف لے گئے وہ جامع دمشق میں خطبہ دے رہے تھے حضرت حسین رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

اے آل محمد ﷺ کے گروہ! آخرت کے دن جو بھی کلمہ توحید پڑھتا ہوا آئے گا وہ بخش دیا جائے گا۔حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے پوچھا! بھتیجے آل محمد ﷺ کے گروہ میں کون لوگ ہیں۔تو فرمایا جو ابوبکر رضی اللہ عنہ،عمر رضی اللہ عنہ،عثمان رضی اللہ عنہ اور امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو گالی نہیں دیتے۔

حضرت عقیل رضی اللہ عنہ بن ابی طالب:

آپ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے حقیقی بڑے بھائی تھے۔شیعی مورخ صاحب عمدۃ المطالب لکھتے ہیں کہ:

"عقیل اپنے بھائی علی علیہ السلام سے ان کے عہد خلافت میں الگ ہو گئے تھے اور جنگ صفین میں حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا ساتھ دیا"۔[1]

بعض معاندین کہتے ہیں کہ عقیل رضی اللہ عنہ مال و دولت کی لالچ میں معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس چلے گئے تھے۔گویا ان کے نزدیک رسول اللہ کا چچیرا اور علی مرتضیٰ کا حقیقی بھائی جو مہاجر بھی تھا اور مجاہد بھی دنیا دار اور لالچی ہو گیا۔

حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ:

یہ صفین میں حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے خلاف دس ہزار لشکر کے افسر اعلیٰ تھے۔لیکن حضرت علی رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد یہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے بہت بڑے مدح اور ثنا خواں ہو گئے۔صحیح بخاری میں ہے کہ ایک بار کسی نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ پر نکتہ چینی کی۔یہ بے ساختہ بول اٹھے انہیں کچھ نہ کہو وہ رسول اللہ کی

---

1. تطہیر الجنان ۲۔ 2. تاریخ الخلفاء ۲۱۸ بحوالہ ابن عساکر۔ 3. مکتوبات ۲/۵۴،۵ امیر معاویہ پر ایک نظر

صحابی ہیں۔ فقیہ اور مجتہد ہیں۔ ایک بار دمشق سے واپس آئے تو اہل مدینہ سے فرمایا۔
معاویہ رضی اللہ عنہ کا حکم ان کے غضب اور فیاضی ان کے بخل پر غالب ہے وہ صلہ رحمی
کرتے ہیں۔ قطع نہیں کرتے لوگوں کو ملاتے ہیں۔ جدا نہیں کرتے۔ میرے ساتھ ان کے
تمام معاملات درست رہے۔

حضرت عبداللہ ابن جعفرؓ:

آپ بڑی بزرگی والے اور اہل بیت کے چشم و چراغ تھے۔ آغوش رسالت کے
پروردہ، جعفر طیار رضی اللہ عنہ کے لخت جگر تھے۔ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا کے داماد اور
حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے بہنوئی تھے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کی طرح یہ بھی
میدان صفین میں حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے مقابل دس ہزار افواج کی قیادت کر رہے
تھے لیکن صلح و مصالحت کے بعد ان کے تعلقات بھی امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے نہایت
خوشگوار اور دوستانہ تھے۔ ان کے تعلقات کا اندازہ یوں لگایا جا سکتا ہے کہ انہوں نے اپنی
صاحبزادی سیدہ ام محمد رضی اللہ عنہا کا عقد یزید بن معاویہ سے کر دیا اور اپنے لڑکے کا نام
معاویہ رضی اللہ عنہ رکھا تھا۔ (جلا العیون صفحہ ۱۸۶ کتب امامیہ)

خلیفہ چہارم کے دور میں ایک انچ زمین فتح نہ ہوئی، تاہم حضرت علی رضی اللہ
عنہ نے جب حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے نصف حصے پر صلح کی اور اس کے بعد جب
حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے پہلا حصہ بھی حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو دے کر ان کے
ہاتھ پر بیعت کی...... تو حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کا دور اجماع امت اور اتحاد امت کی حقیقی
روشنی میں جگمگا اٹھا...... بے انتہا وسیع مملکت اور مسلمانوں کے تمام گروہوں میں اتفاق
وارتباع کا یہ امتیاز حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے حصہ میں آیا۔

Scanned with CamScanner

اہلسنت والجماعت

کے کارکنان اور سکول، کالج، یونیورسٹیز میں پڑھنے والے

طلباء وطالبات اور عوام الناس کے لیے

علامہ ابوریحان ضیاء الرحمٰن فاروقی

کے ترتیب شدہ معلوماتی کتابچے

نیز ہمارے ہاں

علامہ فاروقی شہیدؒ کے ترتیب شدہ

4 کلر چارٹ

(علماء دیوبند کا تعارف اور ان کی خدمات، سیدنا امیر معاویہؓ اور اہل بیت رسول ﷺ، خلافت راشدہ اور شہداء کربلا) بھی دستیاب ہے۔

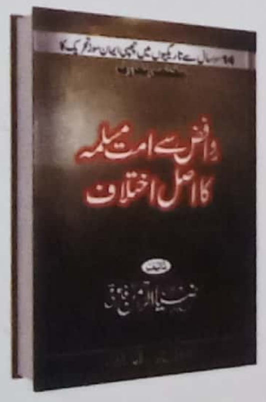

ادارہ اشاعت المعارف

نزد جامعہ عمر فاروق اسلامیہ راوی محلہ، سمندری، فیصل آباد، پاکستان

0300-6661452, 0300-7693296

042-37231566
0302-4329566